

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ تقدیر کی کیا اصلیت ہے اور کسب
(اسی کے لیے پیدا کیا، تو پھر ان پر کیا الزام ہے، اور پھر ان سے انبیاء کی اتباع و تصدیق کا مطالبہ کرنا کیسے ہو سکتا ہے۔ (ابو محمد عبد الجبار کبندیوی، رحمۃ اللہ

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

و علیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الحمد لله، والصلاة والسلام على رسول الله، أما بعد

مسئلہ تقدیر کی اصلیت دو چیزیں ہیں۔ ایک علم ایک قدرت علم اس طرح کہ بندے کو جب اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا تو اس نے نیکی کرنی بھی یاد دی۔ اس کا علم اللہ تعالیٰ کو پہلے ہی تھا، سو اس کو لوح محفوظ کی صورت میں پہلے ہی لکھ دیا۔ لوگ جو کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے لکھا، اس لیے بندے نے کیا، یہ غلط ہے۔ بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ بندے نے کرنا تھا، اس لیے لکھا۔ چنانچہ حدیث میں ہے، قلم کو حکم ہوا: **اَلْکُتُبُ** (لکھ) قلم نے کہا: **ما اکتب** (میں کیا لکھوں) حکم ہوا: **اکتب القدر فکتب ما کان وما هو کما زالی الا بادر** (تقدیر لکھ۔) پس قلم نے جو کچھ ہو چکا تھا اور جو کچھ ہونا تھا لکھ دیا) بتلاتے ہیں اس میں اللہ کا کیا قصور؟ ہاں اگر اللہ کا لکھنا بندے کے لیے رکاوٹ ہوتی تو پھر اعتراض کرنے والا اعتراض کر سکتا تھا کہ بندے کا کیا قصور، لیکن جب ایسا نہیں بلکہ بندے نے جو کچھ کرنا تھا قلم نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے وہی لکھا، پھر اتنے پر بھی بندے کو نہیں پکڑا۔ بلکہ بندے نے جب فعل کر لیا اس وقت پکڑا۔ پس اب علم کے لحاظ سے کوئی اعتراض نہ رہا۔ زیادہ وضاحت کے لیے اس کو یوں سمجھئے کہ اگر بالفرض اللہ تعالیٰ کو علم نہ ہوتا تو بھی بندے نے نیکی یا بدی کرنی تھی، تو اللہ کو علم ہونے سے کون سا جبر آگیا۔

ربا قدرت کا معاملہ، سو یہ نہایت نازک ہے۔ بڑے بڑے عقلاء اس میں حیران ہیں، اللہ تعالیٰ بندوں کو ہر طرح سے آزماتا ہے۔ بدنی آزمائشیں بھی آتی ہیں، عقل بھی۔ تقدیر کا مسئلہ عقل آزمائش ہے۔ مگر اس کو ایسا بھی نہیں کیا کہ بالکل مبہم رکھا ہو بلکہ ایمان کے لیے جس قدر ضرورت تھی اتنا پردہ اٹھا دیا۔ تفصیل اس کی یہ ہے کہ ہر مخالفت، موافق اس بات کو تسلیم کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر نقص و عیب سے پاک ہے اور یہ بھی ظاہر ہے کہ جبر جیسا کوئی نقص نہیں ایک تو اس میں حکمت کے خلاف ہے کہ خود ہی ایک فعل کرے اور اس پر سزا دے دوسرے اس میں بندے کو ناحق تکلیف دینا ہے جس کو ادنیٰ عقل والا بھی سمجھتا۔ ایک کی جان دکھ میں ہو، دوسرے کا تماشہ، اور اس میں بھی شبہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ قادر مطلق ہے، جس کا اثر اس کا خالق ہونا ہے۔

اگر بندہ بھی خالق ہو تو یہ شرک فی الربوبیہ ہے۔ جو بڑا شرک ہے۔ پس معلوم ہوا کہ بندہ مجبور بھی نہیں اور مطلق بھی نہیں۔ بلکہ اس کے بین ہیں۔ جس کو کسب اور اکتساب سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

پس ایمان کے لیے اتنی معرفت کافی ہے کیونکہ ایمان کے لیے یہ ضروری نہیں کہ حقیقت شے کا علم ہو تب ایمان لائے۔ دیکھئے روح کی حقیقت ہم نہیں جانتے۔ لیکن اس کے آثار کی وجہ سے ہم ملتے ہیں۔ اسی طرح خدا کی ذات و صفات پر ہم ایمان رکھتے ہیں لیکن کد اور حقیقت کا علم نہیں، ٹھیک اسی طرح کسب و اکتساب کو سمجھ لینا چاہیے اس سے آگے بحث میں خیر نہیں۔ اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے مسئلہ تقدیر میں بحث سے منع فرمایا ہے۔ میرے ذہن میں میں دفن بھی کیا جائے گا۔ چنانچہ اس کے متعلق حضرت علامہ محدث روپڑی رحمۃ اللہ کا فتویٰ تنظیم اہل حدیث کے سابقہ شمارہ میں شائع ہو چکا ہے۔ حافظ عبد القادر روپڑی نام جامعہ اہل حدیث تنظیم اہل حدیث لاہور جلد نمبر ۲۱ شمارہ نمبر ۱۷

هذا ما عندي والله اعلم بالصواب

فتاویٰ علمائے حدیث

جلد 09 ص 114

محدث فتویٰ